13317- مجرمانہ حملے کی نتیجہ میں ہونے والا حمل ساقط کروانا

سوال

وہ مسلمان عورتیں کیا کریں جن پر مجرمانہ حملے ہوئے اور اس کے نتیجہ میں وہ حاملہ ہوگئیں ، کیا ان کے لیے اسقاط حمل جائز ہے کہ نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمدللہ

مسلمانوں پر ذلت ورسوائی کے جو حالات گزر رہے ہیں انہیں دیکھیں تو یہ نظر آتا کہ اس وقت مسلمان ہر لالچی کا مطمع نظر ہے ان کی زمینوں پر ناجائز قبضہ جمالیا گیا ہے ، ان کی عزت پامال کی جارہی ہیں ، اور ہر جانب سے کفار قوتیں ان پر ٹوٹ پڑی ہیں ، اور بہت سی آزاد مسلمان عورتیں اکثر اوقات انسانی بھیڑیوں کا ھدف بنی ہوئی ہیں ، جنہیں اللہ تعالی کا کوئی خوف نہیں اور نہ ہی یہ کسی بازرکھنے والی قوت سے ڈرتے ہیں ۔

جیسا کہ آج کل عالم اسلامی کے بہت سے ممالک میں حالت بنی ہوئی ہے ، جیسا کہ بوسنیا ، یا فلپائن اور شیشان میں ہورہا ہے یا پھر اریٹیریا میں یا عرب دنیا کے کمزور نظاموں کے ماتحت جیلوں میں ہورہا ہے ۔

ذیل میں ہم اس عورت کی حالت کی اہم نقاط کی نشاندھی کرتے ہیں جس پر غاصبانہ حملہ کیا گیا :

1۔ جس عورت پر غاصبانہ حملہ ہوا اور اس نے ان مجرموں سے بچنے کے لیے اپنے دفاع میں پوری قوت صرف کی اس پر کوئی گناہ نہیں ، کیونکہ اس پر جبر ہوا ہے ، اور مکرہ یعنی جبر کیے جانے والے تو کفر میں بھی گناہ گار نہیں ہوتا جو کہ زنا سے بھی بڑا گناہ ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرے سوائے اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں تو ان پر اللہ تعالی کا غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے} النحل (106) ۔

اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(یقینا اللہ تعالی نے میری امت کو خطاء اور بھول اور جس پر انہیں مجبور کیا گیا ہو معاف کردیا ہے) سنن ابن ماجۃ کتاب الطلاق حدیث نمبر (2033) اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح سنن ابن ماجۃ (1664) میں اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

بلکہ وہ عورت جو غاصبانہ حملے کا شکار ہوئی ہے جب وہ اس پہنچنے والی مصیبت پر اجروثواب کی نیت کرے تو وہ اس مصیبت پر صبر کرنے کی وجہ سے عنداللہ ماجور ہے ۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(مسلمان کو جو بھی بھوک اور تکلیف پہنچتی ہے اور جو بھی غم وپریشانی پہنچتی ہے حتی کہ اسے کانٹا بھی لگے تو اللہ تعالی اس کے بدلے میں اس کے گناہ معاف کردیتا ہے) صحیح بخاری ، صحیح مسلم ۔

2–مسلمان نوجوانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان تکلیف دہ لڑکیوں سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں تاکہ ان لڑکیوں کی تکلیف میں کمی ہوسکے اوران کی غمخواری ہو، اوران کی چھینی گئی عصمت کا نعم البدل مل سکے ۔

3–اب رہاان کا اسقاط حمل کا معاملہ : تو اصل بات تو یہی ہے کہ حمل کی ابتداء سے ہی اسقاط حمل منع اور حرام ہے ، جب کہ ایک نئی زندگی میں آنے والا رحم میں مستقرہوتا ہے ، اوراگرچہ یہ نیا آنے والا حرام تعلقات یعنی زنا کے نتیجے میں ہی کیوں نہ ہواس کا اسقاط حرام ہے ۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غامدیہ عورت کوجس نے زنا کا اقرار کیا اوررجم کی سزا کی مستحق ٹھری کو حکم دیا کہ وہ اپنے جنین کے ساتھ ہی واپس جائے اوربچے کی ولادت کے بعد آئے اورپھر ولادت کے بعد اسے حکم دیا کہ وہ بچے کو دودھ پلانے کی مدت پوری کرکے دودھ چھڑانے کے بعد آئے اوراس کے بعد اس پر حد نافذ کی ۔

4–کچھ فقہاء کرام ایسے بھی ہیں جو حمل کے ابتدائی چالیس ایام میں اسقاط حمل کو جائز قرار دیتے ہیں ، اور بعض روح ڈالے جانے سے قبل تک اسقاط کی اجازت دیتے ہیں ، اور جتنا بھی عذر قوی ہوگا اسقاط کی رخصت بھی زیادہ ظاہر ہوگی ، اور پھر جتنا بھی چالیس یوم سے قبل ہوگا اتنا ہی رخصت کے زیادہ قریب ہوگا ۔

5–اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ مسلمان آزاد عورت پرفاجروفاسق دشمن کی جانب سے غاصبانہ حملہ مسلمان عورت کے لیے بہت ہی زیادہ قوی عذر ہے ، اوراسی طرح اس کے خاندان والوں کے لیے بھی قوی عذر کی حیثیت رکھتا ہے ، وہ عورت اس مجرمانہ حملہ کے نتیجہ میں ہونے والے اس حمل کو ناپسند کرتی اوراس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہے ، تو یہ رخصت ہے اورضرورت کی بنا پراس کا فتوی دیا جاسکتا ہے اورخاص کر حمل کے ابتدائی ایام میں اسقاط حمل کا فتوی ۔

6–اوریہ بھی ہے کہ اس مصیبت میں بتلا ہونے والی مسلمان عورت کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اس بچے کی حفاظت کرے لیکن اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا کہ وہ لازما اسقاط حمل کروائے ، اوراگروہ حمل باقی رہے اورمدت پوری کرنے کے بعد ولادت بھی ہوتو یہ بچہ مسلمان ہوگا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(ہرپیدا ہونے والا بچہ فطرت پرپیدا ہوتا ہے) صحیح بخاری ۔

اورفطرت سے مراد دین توحید اوروہ اسلام ہے ، اورفقہ میں مقرر ہے کہ جب والدین کا مختلف ہو تو بچہ اس کے تابع ہوگا جو دینی طور پر بہتر ہو ، یہ تو اس کے بارہ میں ہے جس کا باپ معروف ہو اورپھر جس کا والد ہی نہ ہو وہ کس طرح مسلمان نہیں ہوگا ؟ وہ بلاشبہ مسلمان بچہ ہوگا ۔

اور مسلمان معاشرے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بچے کی دیکھ بھال کرے اوراس کا خرچہ برداشت کرے اوراس کی حسن تربیت کا بھی انتظام کرے ، اوراسے مسکین اور مصیبت میں بتلا ماں کے لیے بوجھ نہ بنا کر رکھ دیں ۔

اورجب اسلام کے قواعد اوراصول میں رفع الحرج اورعدم مشقت وتکلیف پایا جاتا ہے ، اوراس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی عفت وعصمت پر حریص مسلمان لڑکی جب وحشی اور مجرمانہ حملے کا شکار ہوتی ہے تو اس کے نتیجہ میں وہ اپنی عزت وشرف اور نیک نامی کے بارہ میں ڈرتی ہے کہ اس کے بعد اسے کوئی نہیں پوچھے گا اوروہ پھینک دی جائے گی یا پھر وہ اذیت وتکلیف میں پڑجائے گی مثلا قتل وغیرہ میں ۔

یا پھر وہ نفسیاتی اورعصبی مریضہ بن جائے گی یا وہ دماغی مریضہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے یا پھر اس کے خاندان میں عار اوربدنامی ہوگی اوروہ بھی ایسے معاملہ میں جس میں اس کا کوئی گناہ نہیں تھا ، یا یہ کہ یہ پیدا ہونے والا بچہ کوئی ایسی امن والی جگہ حاصل نہیں کرسکے گا جہاں وہ پل سکے ، تو اس حالت میں میں کہوں گا :

اگر تو واقعی معاملہ ایسا ہی ہے تو روح ڈلنے سے قبل اسقاط حمل جائز ہے، اور خاص کر اب تو آسانی ہو چکی ہے کہ جدید میڈیکل وسائل کی بنا پر شروع یعنی پہلے ہفتہ میں ہی حمل کا علم ہو جاتا ہے، اور اسقاط حمل میں جتنی جلدی ہو اتنا ہی رخصت پر عمل کرنا وسعت رکھتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہونا آسان ہے، واللہ تعالی اعلم۔ .